Vol.3 No.4 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سید قاسم جلال کی شاعری:علم بدیع کے تناظر میں

***محمد ساجد علی**
ایم فل(اُردو)،جی سی یونیورسٹی،فیصل آباد
****فوزیہ شہزادی**
پی ایچ۔ڈی اُردو(اسکالر)،جی سی یونیورسٹی فیصل آباد
*****عاطف منظور**
پی ایچ۔ڈی اُردو(اسکالر)،جی سی یونیورسٹی فیصل آباد
******سعید الرحمن**
ایم فل(اُردو)،یونیورسٹی آف ایجوکیشن،لوئر مال کیمپس،لاہور

Abstract:
Syed Qasim Jalal is a multi-dimensional figure of Urdu Literature. He wrote Drama, Punjabi and Urdu poetry, Criticism, Novel and short story as well. He is a renowned Poet of the modern times. We find deliberation of Ilm-e-Bayaan and Ilm-e-Badee in his poetry. Ilm-e-Badee is an important branch of Urdu literature. It means to create a new angle and novility in the discourse. It enhances the outlook of the verses. We find these deliberations in the poetry of Syed Qasim Jalal. The Researchers tried to point out the discussions of Ilm-e-Badee in the poetry of Syed Qasim Jalal

کلیدی الفاظ:سید قاسم جلال،علم بیان،علم بدیع،کلام،شاعری،صنائع بدائع،

سید قاسم جلال اُردو زبان و ادب کے محقق بھی ہیں اور نقاد بھی،افسانہ نگار بھی ہیں اور ڈرامہ نگار بھی،مترجم بھی اور شاعر بھی،غرض ہر صنف ادب ان کے افکار و احساسات کا وسیلہ اظہار رہی ہے۔وہ اپنی شاعری میں معاشرے کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہیں۔بھوک،افلاس،بے راہ روی،عدل وانصاف کی عدم دستیابی اور معاشی محرومی کی عمدہ تصویر کشی کرتے نظر آتی ہیں۔اس حوالے سے لکھتے ہیں:

عدل وانصاف کا جو ضامن
قائم کوئی ایسا نظام کریں(۱)

بہترین اور خوبصورت الفاظ کے استعمال سے بات کی اہمیت واضح اور نمایاں ہو جاتی ہے سامع یا قاری زیادہ لطف لیتا ہے کیونکہ خوبصورت اور بہترین الفاظ کے معانی کا حسن قاری یا سامع کے قلب وذہن کو زیادہ نشاط و سرور فراہم کرتا ہے۔کلام میں زیادہ خوبصورتی اور خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں اس کو صنائع کہا جاتا ہے۔

الفاظ کا استعمال جتنا خوبصورت اور معنی خیز ہو گا بات اتنی ہی زیادہ اثر کرے گی الفاظ کی یہی کاریگریاں اور شعبدہ بازیاں صنائع کلام کہلاتی ہیں۔خیال تو یہ ایک کے پاس موجود ہوتا ہے جو چیز کسی بھی کلام کو یا شاعری کو دوسروں سے ممتاز اور منفرد کرتی ہے وہ اس کلام میں موجود الفاظ کی جدت،قدرت اور معنی خیز ہوتی ہے۔

بدیع عربی کا لفظ ہے اس کے معنی نیا بنا ہوا،نو ایجاد اور انوکھا کے ہیں۔(۲)

شاعر کو علم بدیع ایک لحاظ سے پابند کرتا ہے کہ وہ اپنے کلام کو خوبصورت سحر انگیز اور نشاط و سرور سے بھرپور بنانے کے لیے رنگین،دلکش،دلاویز اور خوبصورت الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔علم بدیع ان رنگوں کی مانند ہے جس طرح جو کاغذ پہ بنائی ہوئی تصویر میں بھرے جاتے ہیں۔علم بدیع شاعری کا زیور ہے۔سید قاسم جلال کی شاعری میں بھی صنائع بدائع کا واضح التزام موجود ہے۔اس مقالے میں صرف ان کی شاعری میں صنائع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

صنعت تلمیح:

کلام میں کسی تاریخی واقعہ،کسی کردار،آیتِ قرآنی،حدیث نبویؐ،مشہور شعر،کسی مثل،داستان یا قصہ بیان کرنے کو صنعت تلمیح کہا جاتا ہے۔

Vol.3 No.4 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تلمیح کا لغوی معنی ہے "اشارہ کرنا" کے ہیں۔ جس میں کسی اہم شخصیت، خاص واقعے، سانحے، خاص کتاب آیتِ کریمہ، حدیث یا کسی فن کی خاص اصطلاح کی طرف اشارہ ہو اس کو صنعت تلمیح کہتے ہیں۔(۳)

ڈاکٹر قاسم جلال کی شاعری میں صنعت تلمیح کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

ہمیشہ آیہء لَا تَقْنَطُوْا کا ورد جاری رکھ
اگر توبہ کے بعد اے دل! پشیمانی نہیں جاتی(۴)

اس شعر میں قرآنی الفاظ "لَا تَقْنَطُوْا "صنعت تلمیح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے روحوں کو پیدا کیا اور ان کو اکٹھا کیا اس دن کو الست کہا جاتا ہے۔

شعری مثال درج ذیل ہے:

کیوں بُھلا بیٹھی ہے جاں ، وہ وعدہ روزالست
جب ہوئے تھے عہد و پیماں عبد اور معبود میں(۵)

"روز الست" تلمیح ہے۔ جس کا قرآن مجید میں پورا واقعہ مذکور ہے۔

انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔ سید قاسم جلال نے اس متن کو اپنی شاعری میں قرآنی آیت سے بیان کیا ہے

لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی سے جان لو
روح تد بیرِ بشیر ہے، پیکرِ تقدیر میں(۶)

"لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" قرآنی آیت ہے جو تلمیح کی بہترین مثال ہے

سید قاسم جلال نے اپنی شاعری میں سید امام حسینؓ سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے۔ شعری مثال درج ذیل ہے۔

جادہ شبیر کے ہم ہیں مسافر اے جلال
انقلابی سوچ ہے اور احتجاجی زندگی(۷)

اس شعر میں "جادہ شبیر" تلمیح ہے۔ شبیر حضرت امام حسینؓ کا اسم گرامی ہے۔

تجاہل عارفہ:

کلام میں کسی چیز کا علم ہونے کے باوجود لاعلمی یا بے خبری کا اظہار کرنا صنعت تجاہل عارفانہ کہلاتا ہے۔ بقول پروفیسر عزیز جبران کے مطابق:

> " جانتے ہوئے انجان بننا۔ اس میں شاعر ایک چیز کا سب جانتا ہے، مگر یوں بیان کرتا ہے جیسے وہ اس سے ناواقف ہے اس کو تجاہل عارفہ کہتے ہیں۔"(۸)

سید قاسم جلال نے صنعت تجاہل عارفانہ کا بخوبی استعمال کیا ہے۔ جس سے ان کے کلام میں خوبصورتی پیدا ہوئی ہے۔ شعری مثال ملاحظہ کیجئے:

سوچا ہے کبھی؟ کون یہ قافلہ سالار
رہبر ہے کہ رہزن ہے ، مسیحا ہے کہ جلاد؟(۹)

شاعر کو بخوبی پتہ ہے کہ رہبر، راہزن، مسیحا یا جلاد کون ہے مگر وہ اس طرح جان بوجھ کر انجان بننے کی کوشش کر رہا ہے کہ اسے کچھ بھی معلوم نہیں یہ تجاہل عارفانہ ہے۔ سید قاسم جلال کی غزل کی طرح ان کی نظم میں تجاہل عارفانہ کی مثالیں موجود ہیں۔

ایک خوبصورت مثال ملاحظہ کیجیے:

یہ بھی سوچو کہ کر رہے ہو جو
وہ بھلائی ہے یا بُرائی ہے
استقامت ہے یا ہے ہٹ ڈھرمی
پختہ عزمی یا ڈھٹائی ہے(۱۰)

اس شعر میں شاعر جانتے ہوئے انجان بننے کی کوشش کر رہا ہے۔

صنعت توجیہ:

صنعت توجیہ کا دوسرا نام متحمل الضدین ہے۔ جب کلام میں دو مختلف وجہوں کا احتمال کیا جائے اس کو صنعت توجیہ کہا جاتا ہے۔ بقول پروفیسر عزیز جبران:

"اس صنعت میں ایک کلام کے دو متضاد پہلو نکل سکتے ہیں۔ مثلاً ایک مدح کا دوسرا ابُرائی کا۔ ایک دُعا کا دوسرا بددُعا کا۔ ایک شخص دشمن کو بزمِ مے نوشی میں "خدا کرے تیرا جام لبریز ہو" اس کلمے کے دو معنی ہوئے ایک تو یہ کہ کہنے والا دُعا دیتا ہے کہ "تیرا پیالہ شراب سے بھر جائے" جبکہ دوسرے معنی میں "تیری زندگی کا جام بھر جائے" یعنی تجھے موت آجائے، بددُعا ہے" (۱۱)

آزاد ہے روح قیدِ غم سے
جس دن سے وصال ہو گیا ہے(۱۲)

اس شعر میں "وصال" صنعت توجیہ ہے۔

چل رہ سازِ مرگ نے غم کا مداوا کر دیا
روح کی بیتابیوں کا بوجھ ہلکا کر دیا(۱۳)

غم نصیبوں کو دیے آکر سہارے موت نے
ختم آخر کر دیے دُکھ درد سارے موت نے(۱۴)

درج بالا شعری مثالوں میں صنعت توجیہ کا خوبصورت استعمال کیا گیا ہے۔

صنعت مراعاۃالنظیر:

کلام میں کسی چیز کی مناسبت سے ایسی مماثل چیزوں کا ذکر کرنا جن میں تضاد نہ پایا جائے یعنی ایک چیز کا ذکر کر کے اس کے متعلقات بیان کرنے کو صنعت مراعات النظیر کہا جاتا ہے۔

بقول پروفیسر عزیز جبران:

" مراعات کے معنی "ملحوظ رکھنا" اور نظیر کے معنی "مثال" کے ہیں۔ اصطلاحی معنی ایک چیز کے ذکر کے ساتھ اس سے متعلق دیگر چیزوں کا ذکر کیا جائے۔"(۱۵)

سید قاسم جلال نے اپنی شاعری کے حسن اور خوب صورتی کو بڑھانے کے لئے اس صنعت کا کثرت سے استعمال کیا ہے۔ مثال ملاحظہ فرمایئے:

چُنا ہے قافلہ سالار زیست وہ کہ جسے
نہ فکرِ جادۂ منزل ، نہ کارواں کا خیال(۱٦)

اس شعر میں الفاظ قافلہ، سالار، جادہ، منزل اور کارواں صنعت مراعات النظیر کی مثالیں ہیں۔

ایک اور شعری مثال دیکھیے:

آج بھی طُور پہ جلووں کا وہی عالم ہے
آنکھ میں تابِ نظارہ ہو تو منظر دیکھے(۱۷)

اس شعر میں طور، جلووں، آنکھ، نظارہ اور منظر کے الفاظ صنعت مراعات النظیر کی مثال ہے۔

سید قاسم نے اس صنعت کا استعمال نہ صرف اپنی غزلوں میں کیا ہے بلکہ نظموں میں بھی کثرت سے کیا ہے۔

نظم حمد کا یہ شعر دیکھیے:

خورشید و ماہ و انجم عکسِ جمال تیرے
حسن حرام دریا ، اک لطفِ عام تیرا(۱۸)

اس شعر میں خورشید، ماہ اور انجم الفاظ صنعت مراعات النظیر کی مثال ہے۔

صنعت تاکیدِ ذم بہ صورت مدح:

"تعریف کے انداز میں برائی بیان کرنا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ تمام خوبیوں کی نفی کر کے حرفِ استثناء لائیں اور اس کے بعد ایک برائی کو خوبی کے انداز میں بیان کر دیں۔ گویا اگر اس میں کوئی خوبی ہو سکتی ہے تو یہی ہے۔ حالانکہ یہ اعلیٰ درجے کی برائی ہے۔"(۱۹)

سید قاسم جلال کی شاعری سے مثالیں دیکھیے:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

؎جہاں دیکھے مجھے آنکھیں چرانا یاد رکھتا ہے
وہ میرا دوست ہے ، خوابوں میں آنا یاد رکھنا ہے(۲۰)

اس شعر میں صنعت تاکید ذم بہ صورت مدح ہے۔ایک اور شعر ملاحظہ کیجیے:

؎تمھیں پھر نرخ اشیا کے ، بڑھانے کی مبارک ہو
کمانے کا مہینہ ہے ، کمانے کی مبارک ہو
یہ روزوں کا مہینہ، سال میں اک بار آتا ہے
زیادہ سے زیادہ نفع پانے کی مبارک ہو(۲۱)

درج بالا اشعار صنعت تاکید ذم بہ صورت مدح کی خوبصورت مثالیں ہیں۔

صنعت لف و نشر:

لف سے مراد لپیٹنا اور نشر کا مطلب پھیلانا ہے۔کسی کلام کے ابتدا میں کچھ اشیا یا معانی کا ذکر خاص ترتیب میں ہو،اس کو لف کہا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ حصہ جس میں لف کی مناسبات سے کچھ اور اشیا کا ذکر اسی ترتیب میں ہو،اس کو نشر کہا جاتا ہے

بقول پروفیسر عزیز جبران:

"لف کے معنی لپٹینا اور نشر کے معنی کھولنا ہیں۔اس صنعت میں چند چیزیں ایک ساتھ لائیں۔پھر ان کے مناسبات کا ذکر کریں چاہے یہ ترتیب کے ساتھ ہوں یا بغیر ترتیب کے،اگر ترتیب نشر،ترتیب لف کے مطابق ہو تو اسے مرتب کہتے ہیں اور اگر مختلف ہو تو غیر مرتب کہتے ہیں۔"(۲۲)

ایک شعر ملاحظہ کیجیے:

؎ہے دل میں پیار ، تو آنکھوں میں نفرتیں کیوں ہیں ؟
یہ روشنی کے دیے ہیں کہ تیرگی کے چراغ ؟(۲۳)

شعر کے دوسرے مصرعے میں "روشنی کے دیے "لف اور "تیرگی کے چراغ" نشر ہے۔

سید قاسم جلال نے اس صنعت کا نا صرف غزلوں میں خوبصورتی سے استعمال کیا بلکہ نظموں میں بھی بڑی ہنر مندی سے استعمال کیا ہے۔سید قاسم جلال کا قطعہ موضوع "عطر سے بو آتی ہے "صنعت لف و نشر پائی جاتی ہے۔

ملاحظہ کیجیے:

جن دماغوں میں ہے افکارِ زبوں کی بدبو
فکر صالح کی مہک ، ان کو کہاں بھاتی ہے
ہیں یہ وہ لوگ جنھیں آتی ہے گھِن پھولوں سے
ہیں یہ وہ لوگ جنھیں عطر سے بو آتی ہے(۲۴)

اس قطعہ میں "افکار زبوں کی بدبو" لف اور "فکر صالح کی مہک" نشر ہے۔ درج بالا اشعار صنعت لف و نشر کی بہترین مثالیں ہیں۔

صنعت حُسن تعلیل:

کسی چیز کی کوئی ایسی علت بیان کی جائے جو حقیقت میں اسکی علت نہ ہو اس کو صنعت حسن تعلیل کہا جاتا ہے۔ بقول عزیز جبران:

"کسی صفت کے لیے غیر واقعی سبب بیان کرنا۔ اس کی چند صورتیں ہیں پہلی صفت، حقیقت میں موجود ہو اس کا واقعی سبب بھی موجود ہو مگر شاعر اسے سبب قرار نہیں دیتا۔ بلکہ اپنی جانب سے خود کوئی اور لطیف سبب بیان کرتا ہے۔"(۲۵)

سید قاسم جلال کی شاعری سے حسن تعلیل کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

کس کے غم میں ہے سیہ پوش ہوئی ، آج کی شب
آج ہے چاند فلک پر ، نہ ستارا کوئی(۲۶)

اُف وہ برسات کی رنگین فضا ، پانی میں
جس طرح قوسِ قزح جلوہ نما ، پانی میں(۲۷)

ان اشعار میں کسی کے غم میں شب کا سیہ پوش ہونا اور پانی میں برسات کی رنگین فضا ہونا اور قوس قزح کا پانی میں جلوہ نما ہونا صنعت حسن تعلیل کی شاندار مثالیں ہیں۔

صنعت ردالعجز علی الصدر:

صنعت ردالعجز علی الصدر سے مراد ہے کہ شعر کے پہلے مصرعے کے شروع (صدر) میں آنے والا لفظ دوسرے مصرعے کے آخر (عجز) میں آنے والا لفظ ایک ہو تو اس کو صنعت ردالعجز علی الصدر کہا جاتا ہے۔ پروفیسر عزیز جبران لکھتے ہیں:

"جو لفظ عجز یعنی شعر کا آخری رکن، اسی کو صدر یعنی شعر کا پہلا رکن بنا دینا۔"(۲۸)

سید قاسم جلال کی شاعری میں بھی صنعت ردالعجز علی الصدر کا خوبصورت اظہار ملتا ہے۔ ان کی نظم "آس اور نراس" سے ایک مثال ملاحظہ ہو:

اے آس! ابھی نہ چھوڑ کر جا
شیرازۂ دل، بکھر نہ جائے
مرنے کا خیال، جی نہ اٹھے
جینے کی امنگ، مر نہ جائے(۲۹)

اس مثال میں "مرنا" صنعت ردالعجز علی الصدر ہے۔
ان کی ایک اور نظم "مشکوک تم بھی ہو" سے ایک شعری مثال دیکھیے:

میں مشتبہ اگر ہوں، تو مشکوک تم بھی ہو
لب پر تمھارے امن ہے دل میں فساد ہے
تم میرے اعتماد پہ کرتے ہو جتنا شک
اتنا ہی اپنے شک پہ مجھے اعتماد ہے(۳۰)

اس مثال میں "اعتماد" صنعت ردالعجز علی الصدر ہے

صنعت تجنیس:

کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے جن کے معنی تو مختلف ہوں مگر ان کا تلفظ مشابہ ہو اس کو تجنیس کہا جاتا ہے۔اس ضمن میں پروفیسر عزیز جبران لکھتے ہیں:

"تجنیس کے معنی "ہم جنس ہونے" کے ہیں۔ایسے دو لفظ کلام میں لانا جو تلفظ میں ایک سے ہوں لیکن معنی میں مختلف ہوں۔"(۳۱)

سید قاسم جلال کی شاعری میں بھی صنعت تجنیس کی مثالیں ملتی ہیں۔شعر ملاحظہ ہوں:

چشمِ قاتل سے اشک جاری ہیں
اس سے کیا بڑھ کے خوں بہا ہو گا(۳۲)

کیوں ہے سینۂ لالہ پرداغ؟
آبِ شبنم سے جل گیا ہو گا(۳۳)

درج بالا اشعار میں صنعت تجنیس کی خوبصورت مثال موجود ہے۔

صنعت سہل ممتنع:

کلام میں اتنا آسان اور سادہ شعر کہ جس کی مزید نثر نہ کی جائے اس کو صنعت سہل ممتنع کہا جاتا ہے۔بقول احمد حسین مجاہد:

Vol.3 No.4 2020

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

"سہل کے لغوی معنی آسان کے ہیں اور ممتنع اسکے برعکس مشکل کو کہتے ہیں۔اصطلاح میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بظاہر کلام بہت آسان معلوم ہو مگر دراصل اس میں کوئی ایسا نقطہ ہو جس کی تفہیم فوراً نہ ہو اس کو صنعت سہل ممتنع کہتے ہیں"(۳۴)

اس صنعت کے اشعار لفظی طور پر اتنے سادہ،رواں اور عام ہوتے ہیں کہ محسوس ہوتا ہے کہ انھیں شاعر نے بڑی آسانی سے لکھ دیا ہوگا لیکن ایسے اشعار لکھنے کے لیے بڑی پختہ فکری اور زبان و بیاں پر مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔کیونکہ یہ اشعار بظاہر بہت سادہ ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں پُر تاثیر اور معنی خیز ہوتے ہیں۔

ے یہ کون ہیں ؟ جو ہیں محو شب خوں
اس قوم کے پاسباں کہاں ہیں ؟(۳۵)

ے چھوڑیے ، یہ دعا سلام ہے کیا
خیر سے آپ آئے ، کام ہے کیا؟(۳۶)

ے شوق سے پھر لگایئے الزام
بندہ پہلے بھی نیک نام ہے کیا(۳۷)

درج بالا اشعار صنعت سہل ممتنع کی خوبصورت مثالیں ہیں۔

صنعت تنسیق الصفات:

جب کلام میں کسی شے یا فرد کی مداح میں کئی صفات کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے تو اس کو صنعت تنسیق الصفات کہتے ہیں۔بقول پروفیسر عزیز جبران:

"ایک موصوف کے کئی اوصاف پے درپے بیان کیے جائیں"۔(۳۸)

سید قاسم جلال کی شاعری سے صنعت تنسیق الصفات کی مثالیں درج ذیل ہیں:

ے مضامیں ، شاعری ، انٹرویو ، تنقید ،افسانے
حقیقت میں ہیں قاری کے لیے انمول نذرانے(۳۹)

اس شعر میں شاعر نے بڑی مہارت سے صنعت تنسیق الصفات کا استعمال کیا ہے اور الفاظ "مضامیں،شاعری،انٹرویو،تنقید،افسانے "استعمال کیے ہیں۔

ے زمانہ کہتا ہے اس کو، وقارِ اہلِ قلم
چراغِ بزمِ سخن ، افتخارِ اہلِ قلم(۴۰)

اس شعر میں الفاظ "وقار اہل قلم، چراغِ بزمِ سخن،افتخارِ اہلِ قلم "صنعت تنسیق الصفات کی مثالیں ہیں

صنعت ذو قافتین:

یہ صنعت بھی ترصیع کی طرح ہوتی ہے فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ اس کے اشعار میں ایک کی بجائے کم از کم دو قافیے استعمال ہوتے ہیں اور دو سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔اس کو صنعت ذو قافیتن کہا جاتا ہے۔اس ضمن میں پروفیسر عزیز جبران رقمطراز ہیں:

"جس شعر میں دو قافیے ہوں، "صنعت ذو قافتین" کہلاتی ہے۔ قوافی دو سے زائد بھی ہو سکتے ہیں" (۴۱)

سید قاسم جلال بھی اس صنعت سے بخوبی واقف ہیں انہوں نے اپنے کلام میں اس صنعت کو خوبصورتی اور ہنر مندی سے استعمال کیا ہے جس سے ان کے کلام میں جدت اور حسن پیدا ہو گیا ہے۔

سید قاسم جلال کے کلام کی شعری مثالیں ملاحظہ کیجیے:

شرافتوں کے امیں تھے غفور ستّاری
صداقتوں کے نگیں تھے غفور ستّاری(۴۲)

اس شعر میں سید قاسم جلال نے دو قوافی استعمال کیے ہیں۔ جس میں "شرافتوں" اور "صداقتوں"، "امیں" اور "نگیں" دو، دو قوافی ہیں۔

سید قاسم جلال نے نا صرف اس صنعت کو غزلوں میں خوبصورتی کے ساتھ استعمال کیا بلکہ اپنی نظموں میں بھی جاذبیت پیدا کرنے کے لئے اس صنعت کو بڑی ہنر مندی سے استعمال کیا۔ جس سے ان کا کلام مزید نکھر گیا ہے۔

ان کا ایک خوبصورت شعر ملاحظہ کیجیے:

جہاں موجود ہیں آیاتِ قرآں ، قدر کے حق میں
وہاں ایسی بھی ہیں آیاتِ ، جو ہیں جبر کی شرحیں(۴۳)

اس شعر میں "جہاں" کے مقابل "وہاں"، "قدر" کے مقابل "جبر" قوافی ہیں۔

ایک اور شعر ملاحظہ کیجیے:

آج کے دن ہم نے رستہ روکا بڑھتے طوفانوں کا
آج کے دن ہم نے رُخ موڑا چڑھتے طوفانوں کا(۴۴)

اس شعر میں "روکا" اور "موڑا" اور "بڑھتے" اور "چڑھتے" دو دو، دو قوافی ہیں۔

بستے بستے اُجڑ گئے ہیں ہم
بنتے بنتے بگڑ گئے ہیں ہم(۴۵)

اس شعر میں "بستے بستے اور بنتے بنتے اور اجڑ اور بگڑ قوافی کی عمدہ مثالیں ہیں۔

صنعت تضاد:

"کلام میں ایسے دو الفاظ لائے جائیں جن کے معانی آپس میں ضد یا مقابل ہوں اس کو صنعت تضاد کہتے ہیں۔ تضاد معانی والے الفاظ شعر میں استعمال کرنا خواہ دو اسم، دو فعل یا حروف ہوں"(۴۶)

جس طرح اندھیرے اور اجالے کی جنگ، سچ اور جھوٹ کی کش مکش، اچھے اور برے کی لڑائی، رات اور دن کا آنا جانا، بہار و خزاں کی رنگ آفرینی اور ان جیسی کئی متضاد اور مخالف کیفیات، کائنات کی اتنی بڑی سچائیاں ہیں کہ کسی شاعر کی نظر ان سے ہر گز گریز نہیں کر سکتی۔ اسی لئے شعر و سخن میں صنعت تضاد کا در آنا سراسر لاشعوری عمل

Vol.3 No.4 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہے۔ دیگر اردو شاعری کی طرح سید قاسم جلال کی شاعری میں صنعت تضاد کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔ سید قاسم جلال نے اپنے کلام میں صنعت تضاد کا استعمال بہت خوبصورتی سے کیا ہے ان کی کتاب کا نام "زہر و تریاق" ہے۔ زہر اور تریاق ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ سید قاسم جلال نے صنعت تضاد کا استعمال اپنی کتاب "صور اسرافیل" میں بھی عمدگی اور خوبصورتی سے کیا ہے

اشعار ملاحظہ کیجیے:

ے نظام شر سے کوئی خیر کی امید نہ رکھ
مٹے گی شمع سحر سے نہ جگ کی تاریکی(۴۷)

اس شعر میں الفاظ "شر اور خیر "صنعت تضاد کی عمدہ مثال ہے۔

ایک اور شعر ملاحظہ فرمائیے:

ے اسی کے ہاتھ میں ہے جامِ نفرت
وہی جو پیار کی چھاگل رہا ہے(۴۸)

اس شعر میں الفاظ " نفرت اور پیار " ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

سید قاسم جلال نے اپنی کتاب "صور اسرافیل" میں ایک دوسرے کے مخالف اور متضاد معانی والے الفاظ کو یکجا کر کے صنعت تضاد کو واضح کیا ہے۔ مثال دیکھیے:

ے تخریب نے تعمیر کا اوڑھا ہے لبادہ
ملبوس اجالوں کا ، اندھروں نے ہے پہنا(۴۹)

پہلے مصرع میں " تخریب اور تعمیر "اور دوسرے مصرع میں "اجالوں اور اندھیروں "میں تضاد ہے۔

سید قاسم جلال نے اپنی غزلوں کے ساتھ ساتھ نظموں میں بھی اس صنعت کا استعمال بہت عمدہ اور خوبصورتی سے کیا ہے، ان کی کتاب "رموزِ عرفاں" کی نظم جس کا موضوع "حقیقتِ عشق" ہے میں اس صنعت کا استعمال کیا ہے۔

ے محبتوں کے یہ قصرِ زریں
ہیں در حقیقت ، حُباب لرزاں(۵۰)

اس شعر میں "قصر زریں "اور حُباب لرزاں "میں تضاد ہے

سید قاسم جلال نے اس صنعت کے استعمال سے نظم میں آہنگ اور شعری خیال کو بلند کیا ہے۔ ان کی کتاب "رموزِ عرفان" کی نظم موضوع "جبر و قدر" میں اس صنعت کا استعمال کیا ہے۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

ے پیمبر رہنمائی کے لیے ہیں دوسری جانب
جو لاتے ظلمتِ شر سے ہیں نورِ خیر کی جانب (۵۱)

اس شعر میں "شر اور نور "میں تضاد ہے۔

Vol.3 No.4 2020
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

صنعت حُسن تکرار:

"کلام میں کوئی لفظ ایک سے زائد مرتبہ اس طرح استعمال کیا جائے کہ وہ سماعت کو بھلا معلوم ہو، صنعت حُسن تکرار کہلاتی ہے۔"(۵۲)

سید قاسم جلال نے بھی صنعت حسن تکرار کو اپنی شاعری میں استعمال کر کے تحریر کی خوبصورتی کو مزید بڑھا دیا ہے۔ جس سے کلام میں نغمگی اور حسن پیدا ہوا ہے۔ ان کی شاعری سے صنعت حسن تکرار کی شعری مثالیں ملاحظہ کیجیے:

ہو ہو کے خاک اُڑتی رہی ہے کنول کی روح
سیراب گرچہ ہوتا رہا جھیل میں بدن(۵۳)

اس شعر میں "ہو ہو" صنعت حسن تکرار کی مثال ہے۔

تلقین شعور کرتے کرتے
جذبات کی رو میں بہہ گیا ہوں(۵۴)

اس شعر میں "کرتے کرتے "صنعت حسن تکرار کی مثال ہے۔
اس ضمن میں ایک اور شعر دیکھیے:

آج وہ مجھ سے ملے ہیں تو زباں چُپ چُپ ہے
جانے کیا بات ہے کیوں بات نہیں ہو سکتی(۵۵)

اس شعر میں "چپ چپ "صنعت حسن تکرار کی عمدہ مثال ہے۔

صنعت التزام قافیہ بندی دوران شعر:

کسی شعر کے دو مصرعوں میں اس طرح ہم آواز و ہم وزن قوافی لانا کہ شعر کے مجموعی ڈھانچے میں کوئی خلل واقع نہ ہو "صنعت التزام قافیہ بندی دوران شعر" کہلاتا ہے۔

سید قاسم جلال نے کلام میں حسن اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے اس صنعت کا استعمال بڑی مہارت سے کیا ہے۔ ان کا یہ شعر دیکھیے:

ہم ہیں خطا کے پیکر ، تو ہے عطا کا مصدر
لغزش کے ہم ہیں خوگر ، بخشش ہے کام تیرا(۵۶)

اس شعر میں "خطا، عطا اور تیرا" پیکر، مصدر اور خوگر" اور "لغزش اور بخشش "مصنعت التزام قافیہ بندی دوران شعر کا اہتمام کیا گیا ہے۔
سید قاسم جلال نے اپنی نظموں میں بھی اس صنعت کا استعمال کیا ہے۔ نظم حمد کا یہ شعر ملاحظہ فرمایئے:

اس پر بھی ہو خدایا! ابرِ کرم کا سایہ
قاسم جلال ہے اک ادنیٰ غلام تیرا(۵۷)

اس شعر میں "خدایااور سایہ" قافیہ ہیں۔نعت کا یہ شعر ملاحظہ فرمایئے:

جو ترے واسطے جیا ، جو ترے عشق میں مرا
صرف ثبات ہے اسے ، عالم بے ثبات میں(۵۸)

"جیااور مرا"صنعت التزام قافیہ بندی دورانِ شعر کی عمدہ مثال ہے

صنعت سیاقتہ الاعداد:

یہ اعداد کے تسلسل کی صنعت ہے کلام میں اعداد لانا ،اس میں ترتیب کا ہوناضروری نہیں اس کو صنعت سیاقتہ الاعداد کہا جاتا ہے۔بقول پروفیسر عزیز جبران:

"جب کلام میں دو یا دو سے زیادہ اعداد کا ذکر اکٹھے کیا جائے اس کو صنعت سیاقتہ الاعداد کہتے ہیں۔"(۵۹)

سید قاسم جلال کی شاعری میں بھی صنعت سیاقتہ الاعداد کا بخوبی استعمال ہوا ہے اس حوالے چند ایک مثالیں حسب ذیل ہیں:

پانچ رِم ان کے علاوہ لایئے
مہرباں !مت خرچ سے گھبرایئے(۶۰)

اس شعر میں لفظ "پانچ"صنعت سیاقتہ الاعداد ہے۔

خواہ سو بار کہوں بہرا ہوں میں ،بہرا ہوں
منصف وقت سزا پھر بھی سنا ہی دے گا (۶۱)

اس شعر میں لفظ "سو" صنعت سیاقتہ الاعداد ہے۔ایک اور شعر دیکھیے:

لکھے ہیں الیاس نے دوہے ایک ہزار
ہر دوہے کا دوستو !ہے اعلیٰ معیار (۶۲)

اس شعر میں "ایک ہزار"صنعت سیاقتہ الاعداد ہے۔

الغرض یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ شاعری میں علم بیان اور علم بدیع سے شناسائی اس کے حُسن میں اضافے کا سبب بنتی ہے اور تحریر وتقریر میں خوبصورتی اور دلکشی کا سامان فراہم کرتی ہے۔یہ تمام التزام سید قاسم جلال کی شاعری میں موجود ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں نکھار اور وقار پیدا ہو گیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ قاسم جلال،سید،ڈاکٹر،صوراسرافیل،جبران اشاعت گھر،کراچی،۲۰۱۱ء،ص ۵۴

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

٢۔ نورالحسن، مولوی، نور اللغات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ١٩٩٨ء، ص ۵٦۴

٣۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، "رموزِ شاعری، جبران اشاعت گھر، کراچی، ٢٠٠۵ء، ص ٨٦

۴۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، بانگ جرس، جبران اشاعت گھر، کراچی، ٢٠١٦ء، ص ١١۴

۵۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، صوراسرافیل، جبران اشاعت گھر، کراچی، ٢٠١١ء، ص ١۴٠

٦۔ ایضاً، ص ١٠٢

٧۔ ایضاً، ص ١٠٦

٨۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ١٦٠

٩۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، بانگ جرس، جبران اشاعت گھر، کراچی، ٢٠١٦ء، ص ١٠٧

١٠۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، نوشتہ دیوار، تسکینِ ذوق پبلیشرز، لاہور، ٢٠١٧ء، ص ٨٩

١١۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ٦٠

١٢۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، زہر وتریاق، گڈبک پبلشرز، لاہور، ٢٠٠٨ء، ص ١٠٧

١٣۔ ایضاً، ص ٢٧

١۴۔ ایضاً ، ص ١٣١

١۵۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ۵٢

١٦۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، زہر وتریاق، ص ۵١

١٧۔ ایضاً، ص ١١٧

١٨۔ ایضاً، ص ٣٢

١٩۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ۵٨

٢٠۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، نوشتہ دیوار، ص ٦٢

٢١۔ ایضاً، ص ٦٢

٢٢۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ۵٣

٢٣۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، صوراسرافیل، ص ٩٢

٢۴۔ ایضاً، ص ٢٠٣

٢۵۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ١۵۵

٢٦۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، صوراسرافیل، ص ١٠۵

٢٧۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، رموزِ عرفاں، جبران اشاعت گھر، کراچی، ٢٠١٢ء، ص ١٠۴

٢٨۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ١٦٨

٢٩۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، صوراسرافیل، ص ٢٠٠

٣٠۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، صوراسرافیل، ص ٢٠٩

٣١۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ١٧١

٣٢۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، زہر وتریاق، ص ٣٠

٣٣۔ ایضاً، ص ٣٠

٣۴۔ احمد حسین مجاہد، رموز شعر، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ٢٠١٧ء، ص ١٣٨

٣۵۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ١٨١

٣٦۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، بانگ جرس، جبران اشاعت گھر، کراچی، ٢٠١٦ء، ص ١٠۴

٣٧۔ ایضاً، ص ١٢٢

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.3 No.4 2020

۳۸۔ ایضاً، ص ۱۲۲

۳۹۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ۱۶۹

۴۰۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، بانگ جرس، ص ۶۵

۴۱۔ ایضاً، ص ۳۴

۴۲۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ۵۲

۴۳۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، بانگ جرس، ص ۴۲

۴۴۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، رموزِ عرفاں، ص ۴۷

۴۵۔ ایضاً، ص ۷۸

۴۶۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، صوراسرافیل، ص ۱۹۸

۴۷۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ۱۵۱

۴۸۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، صوراسرافیل، ص ۵۴

۴۹۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، زہروتریاق، ص ۱۲۶

۵۰۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، صوراسرافیل، ص ۹۴

۵۱۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، رموزِ عرفاں، ص ۷۰

۵۲۔ ایضاً، ص ۴۷

۵۳۔ عزیز جبران انصاری، پروفیسر، رموزِ شاعری، ص ۱۷۰

۵۴۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، زہروتریاق، ص ۷۵

۵۵۔ ایضاً، ص ۷۷

۵۶۔ ایضاً، ص ۹۲

۵۷۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، رموزِ عرفاں، ص ۳۴

۵۸۔ ایضاً، ص ۳۲

۵۹۔ ایضاً، ص ۳۴

۶۰۔ ایضاً، ص ۴۷

۶۱۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، صوراسرافیل، ص ۸۱

۶۲۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، بانگ جرس، ص ۵۵